www.emarsiya.com

مرثیہ

شگفتگیِ گلِ مضموں کی ہے بہارِ سخن

درحالِ حضرت امامِ حسینؑ

سنہ تصانیف

1916

سلام

کھلتے ہیں جوہر زبان کے مدحتِ شیرؑ سے
کاٹ ہم بھی دیکھ لیں شمشیر کی شمشیر سے

سب دکھاتے ہیں مرقع نظم کی تحریر سے
شوخ طبعی رنگ اوڑے تصویر کا تصویر سے

قیدِ عابدؑ سے بڑھا مشکل کشائی کا یہ ربط
حلقے منہ کھولے ہوئے وابستہ ہیں زنجیر سے

کہتی تھی سجادؑ کی تپ ہم ہیں پابندِ رضا
ورنہ یہ حلقے گریں گل کر ابھی زنجیر سے

کھینچتا ہے اصغرؑ کا دم ہاتھوں پہ ساکت ہیں حسینؑ
ہاں نظر ہٹتی نہیں ہٹتی ہوئی تصویر سے

اے مہوس دیکھ ہم کو کر ولائے اہلِ بیتؑ
کیمیا ہستی کی بن جاتی ہے اس اکسیر سے

آڑ ہو جاتی ہے پروانوں کی جھرمٹ سے فزوں
دور ہے صد شکر شمع نظم کی تنویر سے

www.emarsiya.com

شگفتگی گلِ مضموں کی ہے بہارِ سخن

شگفتگی گلِ مضموں کی ہے بہارِ سخن
کلامِ شستہ و رفتہ سے ہے وقارِ سخن
نیا ہو رنگ تو ہوتے ہیں دل نثارِ سخن
کمالِ علم سے بڑھتا ہے اعتبارِ سخن
صدائے مدح و ثنا تا فلک پہنچتی ہے
اس ایک پھول کی کوسوں مہک پہنچتی ہے

(۲)

دماغ میں جو بسی ہے شمیمِ باغِ سخن
تو اپنی آنکھ میں جچتا نہیں کوئی گلشن
ہمیشہ فصلِ بہاری کا ہے یہی مسکن
گذر ہر ایک کا ممکن نہیں یہ ہے وہ چمن
جنھیں مذاق ہے لطف اس کا وہ اٹھاتے ہیں
ہمیشہ سیر کو عالی دماغ آتے ہیں

(۳)

بہار وہ ہے کہ جس پر فدا بہارِ نسیم
ہر ایک گل میں بسی ہے طرح طرح کی شمیم
کسی ریاض میں جاتی نہیں یہاں کی نسیم
ہزار شکر کہ بلبل ہیں اس چمن کے فہیم
نظر میں جب گلِ مضموں کوئی سماتا ہے
تو پھول پھول کے ہر ایک چہچہاتا ہے

(۴)

فدا ہے شاہدِ معنی پہ کوئی سو سو بار
بہت سے ہیں گلِ مضموں کی تازگی پہ نثار
کوئی تو حسنِ ادا کا ہوا ہے عاشقِ زار
کسی کو رنگ پہ آتا ہے ٹوٹ ٹوٹ کے پیار
مزے دلوں کو جو ملتے ہیں لطف سے اسکے
تو برسوں رہتے ہیں آپس میں تذکرے اسکے

(۵)

شباب پر ہے ہمیشہ بہارِ بستانی
کہ رنگ رنگ کے پھولوں کی ہے فراوانی
ہے بلبلوں کو خوش آیند مرثیہ خوانی
بجائے قطرۂ شبنم ہے یاں دُر افشانی
رکے نہالوں سے بادِ صبا کے رستے ہیں
ذرا جو ہوتی ہے جنبش گہر برستے ہیں

(۶)

ہزار جان سے بلبل ہیں اس چمن پہ فدا
یہاں کے لطف کا ہوتا ہے جا بجا چرچا
اسی چمن پہ ہے ختم انتہا کی نشو و نما
بہار کے لئے انسب ہے ان کی آب و ہوا
جو خار جمع ہوں کچھ لالہ زار بن جائے
گذر خزاں کا اگر ہو بہار بن جائے

www.emarsiya.com

(۷)

ہر ایک شاہدِ معنی سے ہے بلا کا نکھار
نثار ہوتا ہے دل ہر ادا پہ سو سو بار
پڑے ہوئے گلِ مضموں کے ہیں گلے میں ہار
کہ جن کو دیکھ کے بلبل ہیں اس چمن کے نثار
نہال ہو کے عنادل جو سب چہکتے ہیں
شگفتہ ہو کے یہ گل اور بھی لہکتے ہیں

(۸)

ریاضِ خلد میں اسکی ہے کچھ یونہی سی جھنک
اسی سبب سے ہے رضواں کو باغِ خلد کا شک
کسی چمن میں نہیں ایسے پھول زیرِ فلک
چھپائے سے نہیں چھپتی ہے ان گلوں کی مہک
نظر بچا کے جو رکھتا ہے کوئی دامن میں
تو پھوٹ جاتی ہے بو ان کی سارے گلشن میں

(۹)

کہیں نگاہ میں وہ رنگ ہے گلوں کا یہاں
کسی ریاض نے پائے ہیں ایسے پھول کہاں
نہ داد دیں جو شگفتہ اں عیش ہے حسنِ بیاں
اداس باغ ہے بلبل نہوں جو زمزمہ خواں
خزاں رسیدہ چمن پُر بہار بنتے ہیں
یہ چپ رہیں تو گلِ تر بھی خار بنتے ہیں

(۱۰)

تلاش میں گلِ مضموں کے ہو گیا ہوں جو زار
خدا کی شان کہ نرگس سمجھتی ہے بیمار
وہ طعن کرتے ہیں مجھ پر کہ جو ہیں گل زر دار
نظر میں بلبلِ شیدا کی بن گیا ہوں خار
پھری ہوئی جو نگہ بلبلوں کی پاتے ہیں
گلوں کو کیا کہوں غنچے بھی مسکراتے ہیں

(۱۱)

بچا بچا کے چلی جاتی ہے صبا پہلو
نسیم لے کے نکلتی نہیں ادھر خوشبو
انھیں یہ کیا ہے زمانے کا ہے سفید لہو
اشارہ کر کے دباتا ہے گل کا گل پہلو
نگاہ لطف نہ کی باغ میں کسی گل نے
نہ سونگھا مجھ کو شگوفہ سمجھ کے بلبل نے

(۱۲)

بہت دنوں سے جو پھیرے ہوئے ہیں آنکھ بہار
تو دیکھ دیکھ کے ہنستے ہیں پھول بھی ہر بار
نظر بچا کے گذرتی ہے اس طرف سے ہزار
ہر اک سے چشمکیں کرتی ہے نرگسِ بیمار
ریاضِ نظم کا کانٹا جو مجھ کو پاتی ہے
تو باد تند بھی ٹھہرا کے آتی جاتی ہے

www.emarsiya.com

(۱۳)

ہر اک نے مجھ کو جو ناکردہ کار سمجھا ہے
خزاں رسیدۂ فصلِ بہار سمجھا ہے
ہوائے تند نے مشتِ غبار سمجھا ہے
غضب تو یہ ہے عنادل نے خار سمجھا ہے
نکالے دیتی ہے بلبل ہر ایک گلشن سے
مجھے تو ڈر ہے نہ الجھوں گلوں کے دامن سے

(۱۴)

یہ کہہ کے سب سے کہ ہم ہیں وحیدؔ کے پوتے
ریاضِ نظم میں تخمِ غیور کیوں بوتے
علاوہ اسکے بزرگوں کی آبرو کھوتے
مزہ تو کہنے کا جب تھا کہ ہم بھی کچھ ہوتے
نہ کہنا ہے نہ کہینگے کہ ہم ہیں جانِ وحیدؔ
زبان چاہے تو کہہ دے کہ ہیں زبانِ وحیدؔ

(۱۵)

ہوا ہوں سب کی نگاہوں میں خار سے بدتر
دکھاؤں تیغِ فصاحت کے پھر کے جوہر
مجھے ریاضِ سخن کا ثمر ملے کیوں کر
کہ اک زمانہ کی مجھ سے پھری ہوئی ہے نظر
ہزار شکر کہ منت کشِ ہزار نہیں
وہ پھول ہوں کہ جو شرمندۂ بہار نہیں

(۱۶)

ریاضِ نظم میں اپنا کوئی شفیق نہیں
نہ ہیں وحیدؔ جہاں میں نہ انسؔ با تمکیں
نہیں ہے تختِ فصاحت پہ کوئی آج کہیں
کہ ان کی مسندیں الٹی پڑی ہوئی ہیں یوہیں
یہ حال دیکھ کے با آہِ سرد بیٹھی ہے
نہیں ہے کوئی تو آ آ کے گرد بیٹھی ہے

(۱۷)

یہ گھر تباہ ہوا اب رہا نہیں کوئی
نہیں ہے ایک بھی اتنا کرے جو دلجوئی
سمجھ چکے ہیں کہ ہم نے تو آبرو کھوئی
وحیدؔ ہوتے تو تھا لطفِ مرثیہ گوئی
خزانۂ دُرِ مضموں ہمیں دکھا دیتے
دیارِ نظم کا وہ راستہ بتا دیتے

(۱۸)

رموزِ شاعری اس طرح دل نشیں ہوتے
کہ مُلکِ نظم و معانی میں بس ہمیں ہوتے
یہ مصرعے ان کے بنائے ہوئے کہیں ہوتے
تو لفظ ہوتے کہ ترشے ہوئے نگیں ہوتے
بڑھا کے لفظ یہ اوجِ بیاں دکھا دیتے
زمینِ نظم کو وہ آسماں بنا دیتے

www.emarsiya.com

(۱۹)

بغیر ان کے ہے الفاظ کی یہ کیفیت
سقیم حال ہوا ہے رہی نہیں صحت
اثر سے ان کے مضامیں کی ہے بری حالت
ہوئے ہیں سست غم وہم سے سلب طاقت
عجب ہے نظم کی قوت شریکِ حال نہیں
بلند ہو کے نکل جائیں یہ مجال نہیں

(۲۰)

غم و الم میں کسی کے ذرا نہیں تخفیف
ہیں سست لفظ کہ طبع رسا ہوئی ہے خفیف
اس انتشار میں جاتی ہے قوتِ تصنیف
کہ ضعف بڑھ کے گھٹا ہے نہ طاقتِ تالیف
بیان کیا ہو عجب انقلاب دیکھتا ہوں
محاورات کی حالت خراب دیکھتا ہوں

(۲۱)

دکھائی دیتا ہے جملوں کا حال بے ترتیب
تو کوسوں بھاگتی ہے لف و نشر سے ترتیب
یہ انقلاب ہوئے ہیں فصیح لفظ غریب
بنا لیا ہے بلاغت نے اپنا حال عجیب
زمین نظم پہ اک شور آہ و زاری ہے
نشست خاک ہو لفظوں کو بیقراری ہے

(۲۲)

فریدؔ دل کو سنبھالو کرو نہ غم بے حد
بہار آئے گی ہوگا جو فضلِ ربِّ صمد
ثنائے شہؑ میں کئے جاؤ دل سے کوشش و کد
جنھوں نے اُن کی مدد کی وہی کریں گے مدد
برا کہے جو کوئی دل نہ ٹوٹنے پائے
نبیؐ کی آل کا دامن نہ چھوٹنے پائے

(۲۳)

رہا ہے کون کسی کا یہ رنج و غم ہے فضول
یہ ذکر چھوڑ کہ ہو جائے مرثیہ کو نہ طول
کرو وہ بات کہ جس سے ہو کچھ ثواب حصول
نبیؐ ہوں شاد رضا مند ہوں جنابِ بتولؑ
وہ ذکر جس سے کہ بزمِ عزا میں محشر ہو
بہیں جو اشک تو رومالِ فاطمہؑ تر ہو

(۲۴)

حسینؑ جبکہ اکیلے رہے ہزاروں میں
رہا عزیزوں میں کوئی نہ جاں نثاروں میں
چمن رسولؐ کا اُجڑا ستم شعاروں میں
بکھرا صدیقۂ زہراؑ کا پھول خاروں میں
پسر کی لاش کہیں ہے کہیں برادر کی
بنائی ہے ابھی رو رو کے قبر اصغرؑ کی

www.emarsiya.com

(۲۵)

وہ بیکسی وہ غریبی و عالمِ غم و یاس
نہ کوئی مرتبہ داں ہے نہ کوئی قدر شناس
گئے وہ خلدِ بریں میں جو لوگ رہتے تھے پاس
نہ اب ہیں عون و محمدؑ نہ قاسمؑ و عباسؑ
گلے کٹائے ہوئے سب زمیں پہ سوتے ہیں
حسینؑ اپنی غریبی پہ آپ روتے ہیں

(۲۶)

کھڑا ہے پاس ہی گردن کو خم کئے رہوار
یہ سوچ ہے کہ میں ہوں کس طرح فرس پہ سوار
کبھی ہے سوئے یمیں گہہ نظر ہے سوئے یسار
اُدھر ہے فوج میں غل بہن مبارزِ کی پکار
بہا کے بیکسی شہؑ پہ اشک مرکب نے
نکل کے خیمہ سے تھامی رکاب زینبؑ نے

(۲۷)

سوار شاہؑ کا ہونا فرس کا گرمانا
پلٹ پلٹ کے قدم شہؑ کے چومتے جانا
کبھی تو خوبیِ قسمت پہ اپنی اترانا
ہلا کے سر کبھی آنکھوں میں اشک بھر لانا
تمام ہو گیا کنبہ اب ان کی باری ہے
سمجھ گیا تھا کہ یہ آخری سواری ہے

(۲۸)

ہیں گرد سامنے اسکے فرس کھڑے سے کھڑے
رسا ہو ذہن جو نقشِ قدم پہ مشق کرے
برابری پہ فرس کہ کہیں ہوا نہ کرے
سلامتی کی ہے خواہاں تو دم اسی کا بھرے
مقابلہ میں ہنر آشکار ہوتا ہے
نظر کی طرح یہ شیشے کے پار ہوتا ہے

(۲۹)

براق ، برق کی تیزی کو مانتا ہی نہیں
کہاں کا دم یہ دم اپنا جانتا ہی نہیں
بسانِ باد صبا خاک چھانتا ہی نہیں
کہیں رکوں گا کبھی یہ دل میں ٹھانتا ہی نہیں
جہاں کے دور کو کاوے سے کم سمجھا ہے
گذرنے کو حدِ امکاں سے دم سمجھتا ہے

(۳۰)

سبک روی کا سر آب اگر ہنر یہ دکھائے
مجال کیا ہے کہ زنجیرِ موج الجھنے پائے
نہ سیٹے پانی کی چادر جو زور میں بہہ جائے
سمٹنا کیسا غبار قدم بھی اسکا نہ آئے
سر حباب میں مطلق نہ سر گرانی ہو
اُسی جگہ وہ رہے جو جہاں کا پانی ہو

www.emarsiya.com

(۳۱)

ادھر یہ فوج میں جاسوس دے رہے تھے خبر
کہ ہوشیار ہو آتے ہیں شاہِ جن و بشر
علی سے شیر کی ہے ذوالفقار زیب کمر
یہ سوچ لو کہ بہتر کے داغ ہیں دل پر
ہزاروں آفتیں جھیلے دلیر آتا ہے
بپھرا ہوا اسدِ حق کا شیر آتا ہے

(۳۲)

خبر یہ سنتے ہی لشکر میں پڑ گئی ہلچل
حواس و ہوش ہوا ہوگئے نکل گیا بل
ہوئے کمال پریشاں سوار اور پیدل
قدم جما کے رکابوں میں دیکھنے لگے تل
قریب ابھی تھی سواری نہ ابنِ حیدرؑ کی
لڑی ہوئی تھیں نگاہیں تمام لشکر کی

(۳۳)

جو سن رسیدہ تھے ان سے یہ کہہ رہے تھے جواں
دکھائی دیتا ہے پھیلا ہوا دھواں سا جہاں
اسی جگہ پہ ہے شہبازِ شاہِ کون و مکاں
نظر جما کے تو دیکھو وہ ہے غبار عیاں
لگا کے کان سنو جب ادھر ہوا آئے
یقیں تو یہ ہے کہ ٹاپوں کی بھی صدا آئے

(۳۴)

قریب آگئے اتنے میں شاہِ جن و بشر
دکھائی دینے لگا صاف چہرۂ انور
یونہی سا شہؑ نے اشارہ کیا جو ہاں کہہ کر
گھڑا تھا جنگ کے میداں میں اسپ نیک سیر
صدا نقیب نے دی شاہِ خاص و عام آئے
کہا یہ رعب نے بڑھ کو ہٹو امامؑ آئے

(۳۵)

سنبھل کے رخش پہ جھوما علیؑ کا لختِ جگر
نظر کی فوجِ مخالف پہ آپ نے تن کر
نگاہ پڑ جو گئی شاہِ دیں کی دریا پر
اک آہِ سرد بھری قلب پر لگا نشتر
خیال دل میں برادر کا آیا رہ رہ کر
پکارا بھائی کو عباسؑ آپ نے کہہ کر

(۳۶)

نگاہِ یاس سے دیکھا حسینؑ نے لب جو
ہوا نہ ضبط تو رونے لگے شہؑ خوش خو
خیال اور بڑھا دیکھنے لگے پہلو
نظر میں پھر گئے آخر کٹے ہوئے بازو
کہا کہ نہر پہ عباسؑ ہی نے نام کیا
انھیں پہ ختم ہوا جو انھوں نے کام کیا

www.emarsiya.com

(۳۷)

یہ کہہ کے آپ نے لشکر سے پھر کیا یہ خطاب
کہ ہوشیار ہو اب اے گروہِ خانہ خراب
کہیں نہ ایسا ہو نازل ہو تم سبھوں پہ عتاب
کہ اتنے ظلم کئے ہیں نہیں ہے جنکا حساب
یہ تیغ تیز مری برقِ طور جانو تم
خدا کے قہر کو ہرگز نہ دور جانو تم

(۳۸)

غضب ہے ظلم و ستم سے جو اب بھی باز نہ آؤ
ہزار حیف کہ انسان ہو کے رحم نہ کھاؤ
جو میہمان ہو پانی سے اسکو یوں ترساؤ
نبیؐ کو مانو نواسے پہ دستِ ظلم اٹھاؤ
رسولؐ کو بھی قیامت میں منھ دکھانا ہے
کبھی تو قہرِ خدا تم کو یاں سے جانا ہے

(۳۹)

جواب میں شہِ ذیشاں کے بولے وہ بدخواہ
خدا رسولؐ سے مطلب نہیں ہمیں یا شاہ
غرض ہے نفع سے رہتی ہے مال و زر پہ نگاہ
عدول حکمی حاکم کو جانتے ہیں گناہ
نہ وعظ و پند کو اس درجہ طول دیجئے آپ
اماں ہے بیعتِ حاکم قبول کیجئے آپ

(۴۰)

یہ سن کے غیظ سے شہؑ کانپنے لگے تھر تھر
عذار سرخ ہوئے رعب چھایا لشکر پر
پڑی جو تیغ کے قبضہ پہ بار بار نظر
یہ شور اٹھا کہ اسد کے بدل گئے تیور
پٹا سپاہ کا بادل وہ انقلاب آیا
غضب میں برجِ امامت کا آفتاب آیا

(۴۱)

غرض رجز میں ہوا محو جب شجاعِ دلیر
ہوئی نہ ٹوٹنے میں قفل خاموشی کے دیر
کہا حضورؑ نے کیوں اپنی زندگی سے ہو سیر
حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں خدا کے شیر کا شیر
شجاعِ حیدرِ کرار سا بھی کم نکلا
یہی وہ نام ہے مرحب کا جس سے دم نکلا

(۴۲)

کیا ہے معرکہ ہر ایک سر پدر نے مرے
خطاب پایا ہے خیرالبشر پدر نے مرے
اکھاڑہ قلعۂ خیبر کا در پدر نے مرے
نکر نماز جھکایا نہ سر پدر نے مرے
ہوئی تھیں مرحب و عنتر کی رنگتیں پھیکی
بڑے بڑوں کی علیؑ نے نگاہ نیچی کی

www.emarsiya.com

(۴۳)

بجز علیؑ ہے ولایت کا کس کے سر پر تاج
ہیں اور کس کی شفاعت کے انس و جن محتاج
علیؑ کی تیغ سے اسلام کو ہوا ہے رواج
خدا نے کعبہ میں دوشِ نبیؐ پہ دی معراج
عجیب ناز سے با شان و شوکت اٹھی تھی
قدم کو چومنے مہرِ نبوتؐ اٹھی تھی

(۴۴)

نبیؐ کا قوتِ بازو تھا حق کا ہاتھ علیؑ
نصیریوں کا خدا عبدِ ربِّ لم یزلی
پئے جہاد نکلتا تھا جب وہ حق کا ولی
سنائی دیتی تھی ہاتف کی یہ صدائے جلی
فرشتے تھام لیں افلاک کو زمینوں کو
خدا کا شیر اٹھا ہے آستینوں کو

(۴۵)

رجز شروع کیا غیظ میں حضورؑ آئے
صدا بلند ہوئی دشت و کوہ تھرائے
ہر ایک چیز پہ آثار خوف کے چھائے
قریب تھا کہ زمیں کا طبق الٹ جائے
پڑا وہ تفرقہ عالم کے جزو اور کل میں
کہ آئی گاؤ زمیں خوف سے تزلزل میں

(۴۶)

غضب میں چہرۂ اقدس کا تھا وہ رعب و داب
زباں ہلائے کوئی یہ نہ تھی کسی کی بھی تاب
صفوں کی آڑ میں چھپتے تھے ڈر کے خانہ خراب
وہ ہمہمہ تھا کہ زہرہ ہو جس سے شیر کا آب
پڑا تھا وقت ہر اک زندگی سے عاری تھا
کھڑے تھے رونگٹے سب کے یہ خوف طاری تھا

(۴۷)

یہی تھے نعروں پہ نعرے کہ آؤ سامنے آؤ
سب ایک ہو کے لڑو فوج کے پروں کو جماؤ
ڈٹے ہوئے جو ترائی میں ہیں انھیں بھی بلاؤ
اٹھے نہ ہاتھ سے تلوار اگر تو ڈھال اٹھاؤ
تمام ہو چکی خجلت نگاہ پھرتی ہے
ہو ہوشیار کے بجلی کڑک کے گرتی ہے

(۴۸)

کسے جو ظلم ہیں ان کے تمال دیکھ تو لیں
تھکے ہوئے کی جدال و قتال دیکھ تو لیں
جو پہلواں ہیں ہم ان کے کمال دیکھ تو لیں
جہاد امامؑ کا وقتِ جلال دیکھ تو لیں
سناں لگائی ہے کس نے جگر پہ اکبرؑ کے
کہاں ہے جس نے لگایا ہے تیر اصغرؑ کے

www.emarsiya.com

(۴۹)

یہ کہہ کہ کھینچ لی حضرتؑ نے غیظ میں تلوار
جہاں میں قہرِ خدا کے عیاں ہوئے آثار
ہلے جبل ، متلاطم ہوئے تمام بحار
قریب تھا کہ گرے پھٹ کے گنبدِ دوّار
سمک تو ڈر سے تہہ ثور منہ چھپاتے تھے
سپر زمین کی گاو زمیں اٹھاتے تھے

(۵۰)

مئے ولا کا پیالہ پلا دے اے ساقی
لگی ہے آگ سی جلتے ہیں استخواں ساقی
نہ اختیار میں دل ہے نہ ہے زباں ساقی
جگر سے قلب سے اٹھنے لگا دھواں ساقی
نثار ہوں میں ترے اس چھلکتے ساغر کے
بجھا دے آگ یہ چھینٹے سے آتشِ تر کے

(۵۱)

وہ جام دے کہ بڑھے جس سے نورِ ایمانی
نہ دیر کر کہ گناہوں کی ہو فراوانی
تھپیڑے مارتی ہے موجِ بحرِ عصیانی
پلا بس اب کہ ہے کشتی عمر طوفانی
پیوں تو مست ہوں چھائے نہ خوف کچھ دل پر
جو ہوش آئے تو کشتی لگی ہو ساحل پر

(۵۲)

پلا دے مئے کہ نظر آئے تجھ کو نور ہی نور
حواس و ہوش بڑھیں عقل میں نہ آئے فتور
وہ مئے کہ ایک کرشمہ ہے جس کا جلوۂ طور
وہ مئے کہ مہرِ درخشاں ہو جس سے جامِ بلور
کہیں یہ لوگ کہ کیسا یہ انقلاب ہوا
کہ آفتاب سے طالع اک آفتاب ہوا

(۵۳)

شروع جنگ میں پی لوں تو باندھ دوں وہ سماں
کہ سب کہ نظروں میں پھر جائے جنگ کا ساماں
پڑے سروں پہ جب اعدائے دیں کے ضربِ گراں
خبر کسی کو نہ اتنی رہے کہ ہم ہیں کہاں
یہ وجد ہو کہ زبانوں سے مرحبا نکلے
بڑھے سرور تو روحی لک الفدا نکلے

(۵۴)

اِدھر تو دیکھ ذرا ساقیا میں تیرے نثار
لگا دے جام لبوں سے کہ ہے یہ وقتِ بہار
گھٹائیں جھوم کے آئی ہیں پڑ رہی ہے پھوہار
پلاتے جا مجھے لِلّٰہ اب نہ ٹوٹے تار
ترے ہی در پہ مروں اب نہ جاؤں میں یاں سے
ملا دے سلسلۂ جام رشتۂ جاں سے

www.emarsiya.com

(۵۵)

وہ مئے کہ پیتے ہی دھو جائے فردِ عصیانی
جو بخش دیتی ہے اک آن میں سلیمانی
بھرا ہے جس کی صفت سے کلامِ ربانی
پلا وہ جس سے نظر آئے نورِ یزدانی
چراغ خانۂ دل پیتے ہی منور ہو
وہ نور ہو کہ سویدائے قلبِ اختر ہو

(۵۶)

ہر اک بندۂ مومن ہے جس کا دیوانہ
ہے جس کے نور پہ ایماں کا نور پروانہ
رہا زباں پہ اماموںؑ کی جس کا افسانہ
وہ مئے کہ جس سے نبیؐ نے خدا کو پہچانا
نجات جس کے سبب سے ہے سارے عالم کی
وہ مئے جو باعثِ خلقت ہوئی ہے آدم کی

(۵۷)

تمام رندوں میں پیچھے رہے نہ اپنی دھاک
کہ ساقی اپنا ہے نقشِ شہنشۂ لولاک
شراب پینے میں واعظ سے کچھ نہیں مجھے باک
کہ یہ وہ چیز ہے کرتی ہے جو کہ خاک سے پاک
سرم خوش است بہ بانگ بلند می گویم
کہ من نسیمِ حیات از پیالہ می جویم

(۵۸)

پہنچ کے دل میں سکھا دیتی ہے یہ خلقِ حسن
سرور اس کا دکھاتا ہے خلد کا گلشن
اسی کے نور کا شاہد ہے وادیٔ ایمن
یہی وہ مئے ہے جو کرتی ہے چشم و دل روشن
نظر میں زینتِ دنیا کو خاک کرتی ہے
یہی ریا و تصنع سے پاک کرتی ہے

(۵۹)

خدا کی شان کہ واعظ ہمیں پڑھاتے ہیں
یہ میکدہ ہے وہ جس میں ملائک آتے ہیں
خدا کے حکم سے ہم پیتے ہیں پلاتے ہیں
سرور و وجد میں قرآن پڑھتے جاتے ہیں
چھپائیں کس لئے ہاں ہاں ضرور پیتے ہیں
گناہ کیا ہے شرابِ طہورہ پیتے ہیں

(۶۰)

میں ایسا رند نہیں ہوں سنوں جو وعظ و پند
مجھے کیا ، ایسی شریعت کا ہو تو ہی پابند
تجھے وہ رنگ پسند اور مجھے یہ رنگ پسند
شراب پینے کی تو مجھ سے لیتا ہے سوگند
بُرو بکار خود اے واعظ ایں چہ فریاد است
مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است

www.emarsiya.com

(۶۱)

سمجھ رہا ہوں میں اچھی طرح یہ روئے سخن
میں تجھ سے کیا کہوں تو تو ہے عقل کا دشمن
کہاں کا پند یہاں تو بنا ہے دل مسکن
یقیں نہ آئے مری بات کا تو سونگھ دہن
پسینہ بن کے ٹپکتی ہے ہر بُنِ مو سے
ملک زمین پہ آتے ہیں اسکی خوشبو سے

(۶۲)

جو رند ہیں وہ نہیں جانتے حلال و حرام
کہیں سمجھتے ہیں بے خود بھلا ترا انجام
برائیوں سے مری واعظا تجھے کیا کام
کہوں میں صاف کہ رکھتا ہے تو عبث الزام
کہاں تھا تو کہ جب اک عام بادہ نوشی تھی
نہ ٹوکا تو نے جو یومِ الست میں پی تھی

(۶۳)

اجل کا ذائقہ ہے برگ و زیست کی لذت
لگے جو کانٹا تو ہو سیر گلشنِ جنت
بیان کیجیے کیا ہے عجیب کیفیت
کہ اسکے مست کی رہتی ہے اک نئی حالت
تمام زیست کچھ ایسا سرور رہتا ہے
کہ بعدِ مرگ بھی چہرے پہ نور رہتا ہے

(۶۴)

وہ بات کرتے ہیں جس سے کہ پختہ ہو اسلام
یہ مدعا نہیں اپنا کہ ہو بخیر انجام
مئے ولائے علی پیتا صبح سے تا شام
تو گھونٹ گھونٹ پہ لیتا ہمیں خدا کا نام
نہ فکرِ خلد نہ حوروں کی چاہ کرتے ہیں
ہم اس طریق سے یاد الٰہ کرتے ہیں

(۶۵)

خدا نا کردہ جو ہو اس شراب کی قلت
کمی ہوئی تو ہے ہم محشریوں میں پھر ذلت
یہی ہے خاص ہماری نجات کی علت
پیمبروں نے بھی پی ہے گواہ ہے حلت
سبھی نے پی ہے کسی سے نہیں یہ چھوٹی ہے
نہ کیوں ہوں کہ یہ پیغمبروں کی جھوٹی ہے

(۶۶)

نصیریوں نے کہا گو تجھے خدا ساقی
یہ کوئی جانتا ہے تیری قدر کیا ساقی
سمجھتے ہیں تری عزت کو مصطفیٰ ساقی
خدا ہی جانتا ہے تیرا مرتضا ساقی
کسے ہے شبہ خدا تک تری رسائی کا
خدا نہیں ہے مگر ظل ہے خدائی کا

www.emarsiya.com

(۶۷)

چڑھائے دوش پہ ساقی تجھے رسولِ کریم
بتوں کو توڑ کے کعبہ میں پائی قدر عظیم
یہ تیرے پاؤں کی پشتِ نبیؐ پہ ہو تکریم
ادب سے مہرِ نبوتؐ اٹھے پئے تعظیم
جہاں کہ عرش پہ ہاتھ اپنا کبریا رکھے
وہاں قدم مرا ساقی رکھے خدا رکھے

(۶۸)

میں کیاں کہوں مرے ساقی کو لوگ کیا سمجھے
امام و ہادی و مختار دو سرا سمجھے
جو سمجھے بھیجِ خدا و نبیؐ بجا سمجھے
مزا تو یہ ہے جو بہکے بھی تو خدا سمجھے
اب اور کوئی فضیلت علیؑ کی باقی ہے
فقیریوں کا خدا ہے ہمارا ساقی ہے

(۶۹)

وہ چمکی تیغ گلے سیکڑوں کے کٹنے لگے
سپاہ شام کے بادل تمام پھٹنے لگے
بڑھے امامؑ قدم سرکشوں کے ہٹنے لگے
رواں دواں ہوئیں فوجیں پرے الٹنے لگے
سرانِ کوفہ و مصر و حلب نکل بھاگے
اِدھر سوار اُدھر پیدلوں کے دل بھاگے

(۷۰)

اڑے جو سر تو پھریکوں کی ہمتیں ٹوٹیں
ہراس و یاس سے منہ پر ہوائیاں چھوٹیں
جب آئی تیغ لعینوں کی قسمتیں پھوٹیں
اجاڑ کر گئی جانوں کی بستیاں لوٹیں
نہالِ عمر کو اک دم میں کاٹ کر آئی
زمیں کو لاشوں سے اعدا کے پاٹ کر آئی

(۷۱)

جہاں میں کوئی نہیں تیغ اسکی ہم پایہ
اسی نے کفر پرستوں کے زور کو ڈھایا
علیؑ کے ہاتھ سے اس نے یہ مرتبہ پایا
احد کی جنگ سے "لا سیف" شان میں آیا
نہ اس سے پہلے جہاں میں یہ نام دار ہوئی
علیؑ کے ہاتھ میں آئی تو ذوالفقار ہوئی

(۷۲)

زمیں سے عرش پہ اتری ہے سب پہ ہے یہ علی
اسی کا نام ہے قہرِ خدائے لم یزلی
حسینؑ اسکے ہیں جوہر شناس یا تھے علیؑ
یہی وہ تیغ ہے جو راہِ مستقیم چلی
زمین لاشوں سے اہلِ جفا کے پاٹی ہے
تمام عمر جہادوں میں اس نے کاٹی ہے

www.emarsiya.com

(۷۳)

جمال دیکھ کے کوئی تو حور کہتا ہے
چمک جو دیکھتا ہے برقِ طور کہتا ہے
یہ قہرِ حق ہے ہر اک ذی شعور کہتا ہے
خدا پرست ہے چہرے کا نور کہتا ہے
نبیؐ کے دین نے قوت اسی سے پائی ہے
ہر ایک جنگ میں حیدرؑ کے کام آئی ہے

(۷۴)

وہ خوب رو کہ حسیں دیکھ لیں تو جائیں جائیں
چراغ لے کے بھی ڈھونڈیں تو یہ چراغ نہ پائیں
جہاں میں تیغ نہ ایسی بنے ہزار بنائیں
بنائیں بھی تو یہ لوہا کہاں سے ڈھونڈ کے لائیں
عدو کے دیں کے لئے قہرِ کردگار ہے یہ
خدا کے گھر سے جو آئی وہ ذوالفقار ہے یہ

(۷۵)

دمِ نبرد جو اعدا کے دیں کا خون پیا
تو اور چہرہ زیبا کا رنگ زرد ہوا
رواروی میں اگر جوہروں کو دیکھ لیا
نشیلی آنکھوں کے ڈورے ہیں یہ ہُوا دھوکا
مہترؤں کو صدا دی یہ حُسنِ صنعت نے
لکھا ہے آیۂ لا سیف دستِ قدرت نے

(۷۶)

وہ خوب رو کہ ہر اک کی نگاہ ہے اس پر
نظر کے ڈر سے ابھر آئے ہیں سپہ جوہر
یہ نورِ حسن میں ڈوبی ہوئی ہے سر تا سر
دکھائی دیتے ہیں جوہر اُدھر کے صاف اِدھر
عیاں ہے صاف تجلی یہ برقِ طور کی ہے
خدا کی شان کہ ترچھی شعاع نور کی ہے

(۷۷)

فرس بھی شیرِ کا کسی طرح تیغ سے نہیں کم
وہ چل رہی ہے اِسکے بھی کب رُکے ہیں قدم
بنی ہے اشہبِ خونخوار وہ تو یہ ضیغم
وفورِ غیظ میں دونوں کا ایک ہے عالم
بیانِ برق چمکتی ہے وہ یہ کوندتا ہے
صفیں بچھاتی ہے وہ اور انھیں یہ روندتا ہے

(۷۸)

اگر وہ فردِ جہاں ہے تو یہ بھی ہے یکتا
وہ موجِ بادِ صبا ہے ہوا کا یہ جھونکا
ثنا کے وقت نہ کیوں ہو زباں پہ صلِ علیٰ
نبیؐ کی تیغ وہ ہے یہ علیؑ کا ہے گھوڑا
بلند رتبہ ہیں اور باتمیز ہیں دونوں
جب ہی تو شاہؑ کو دل سے عزیز ہیں دونوں

www.emarsiya.com

(۷۹)

ہلاک اس نے کئے ہیں اگر ہزاروں بیل
تو اس نے پاؤں سے پہیا کئے قوی پیکل
اگر ہے قوت بازو کے شہؑ پہ اس کو عمل
امام کو لئے پھرتا ہے یہ بوقتِ جدل
کبھی جو اس نے کہا قہر کردگار ہوں میں
یہ بول اٹھا اسدِ حق کا راہوار ہوں میں

(۸۰)

وحیدِ عصر ہے وہ اور یہ شہرۂ آفاق
وہ رہکبِ برق اگر ہے تو یہ ہے رہکبِ براق
چمک میں ہے جو وہ یکتا تو کوندنے میں یہ طاق
یہ افتخارِ عجم ہے تو وہ ہے فخرِ عراق
کہیں اسے جو ابھی ماہ کا وہ ہالہ ہو
کڑی جو باگ ہو اسکی سمٹ کے نقطہ ہو

(۸۱)

قضا کی اس میں ادا، اس کی برق کا انداز
وہ سرفروش اگر ہے تو یہ بھی ہے جاں باز
جو خلق میں وہ سرفراز ہے تو یہ ممتاز
یہ وہ ہیں جن پہ شہنشاہ کربلا کو ہے ناز
رہے ہمیشہ علی و حسنؑ کی خدمت میں
ملے ہیں دونوں کے دونوں انھیں وراثت میں

(۸۲)

جوان کی شان میں کہتے وہ ہے درست و بجا
علی کے ساتھ رہے ہیں نہوں یہ کیوں یکتا
مجھے ہوئے ہیں جہادوں کے یہ سپاہ ہے کیا
ابھی جو غیظ میں آئیں تو حشر ہو برپا
اٹھے تڑپ کے اگر وہ تو آسماں نہ رہے
یہ تاپ ماریں تو طبقے اڑیں جہاں نہ رہے

(۸۳)

نہ کچھ اسے ہے تفوق نہ اسکو ہے تفضیل
وہ ماہ رو یہ پری وش جمیل وہ یہ شکیل
وہ فرد اور یہ یکتا نجیب وہ یہ اصیل
حسینؑ پاس ہیں دونوں بڑی تو یہ ہے دلیل
بُراق و برق کو ہے رشک وہ روانی ہے
نہ اسکا مثل ہے کوئی نہ اسکا ثانی ہے

(۸۴)

روانیاں وہ تو یہ تیزیاں دکھاتی ہے
وہ روند ڈالتا ہے یہ صفیں بچھاتی ہے
وہ سر کچلتا ہے اور یہ لہو بہاتی ہے
جہاں یہ جاتا ہے گھوڑا وہاں یہ جاتی ہے
جدا نہ ہوتا ہے وہ اور نہ شہؑ کے ساتھ سے یہ
وہ چار پاؤں سے چلتا ہے ایک ہاتھ سے یہ

www.emarsiya.com

(۸۵)

کبھی یہاں تھی تڑپ کر کبھی وہاں پہنچی
زمیں پہ گر کے اٹھی سوئے آسماں پہنچی
جہاں چھپے تھے وہیں تیغ جاں ستاں پہنچی
نچھیں صفیں کی صفیں یہ جہاں جہاں پہنچی
کہیں یہ شور اٹھا یہ کہ اس پرے پہ گری
پکارے میمنہ والے وہ میسرہ پہ گری

(۸۶)

خدا کا قہر ہے صورت سے یہ ٹپکتا ہے
بُرش کو دیکھ کے اسکی ہر اک کو سکتا ہے
نثار ہوتے ہیں دشمن بھی یہ وہ یکتا ہے
بجز امامؑ کوئی اسکو روک سکتا ہے
جہاں سے آئی تڑپتی ہوئی وہاں پہنچی
نہ ہوں امامؑ تو یہ سوئے آسماں پہنچی

(۸۷)

بڑھ آئی فوج کی بدلی اگر گھٹا آئی
دمک جو تیغوں کی دیکھی تو اور جھلائی
گھٹا پہ ڈھالوں کی تنہائی ہر طرف چھائی
برس برس کے ہر اک سمت آگ برسائی
عجب ہر ایک کو ہے اس شرر فشانی سے
خدا کی شان خلقت ہے آگ پانی سے

(۸۸)

جدھر جدھر یہ سوئے لشکرِ گراں پہنچی
تنوں سے کھنچ کے لبوں پر ہر ایک جاں پہنچی
اماں اماں تھی وہاں یہ جہاں جہاں پہنچی
جہاں جہاں تھی اماں یہ وہاں وہاں پہنچی
چہار سمت ہر اک جا پہ خوں برستا تھا
در اجل تھا کھلا، بند اماں کا رستا تھا

(۸۹)

کہیں سپاہ تھی اور تھے کہیں سپہ سالار
یہ شور کرتے تھے ہر سمت فوج کے سردار
اماں محال ہے بچنا ہے تیغ سے دشوار
تمام لشکرِ جرار کردیا مسمار
یونہی چلی تو لڑائی کی یہ قسم لے گی
تمام کوفہ کو تاراج کرکے دم لے گی

(۹۰)

یہ فوج کا کئے جاتی ہے جس قدر ستھراؤ
چلا ہی آتا ہے اسکو تو اور تاؤ پہ تاؤ
جلا کے خاک کرے گی قریب اسکے نہ جاؤ
بلا کا لوہا ہے اور ہے غضب کا اسکا بھاؤ
پڑے جو ضرب تو آواز الاماں نکلے
جگر زمین کا شق ہو ابھی دھواں نکلے

www.emarsiya.com

(۹۱)

مثالِ شعلہ جوالہ ہے شرر انگیز
پناہ جس کی نہیں وہ بلا کی آفت خیز
بہائے خون کے دریا وہ قہر کی خوں ریز
تڑپ میں گرنے میں اور تیزیوں میں برق سے تیز
اماں محال ہے بچنے کی کوئی راہ نہیں
کہ اس سے قلعۂ آہن میں بھی پناہ نہیں

(۹۲)

نیا ہے ڈھنگ نرالی ہے ہر ادا اسکی
بچے رہو کہ سَم آلودہ ہے ہوا اسکی
بغور دیکھو تو ہر بات ہے جدا اسکی
کہ شکل تیغوں میں ملتی نہیں ذرا اسکی
خدا کا قہر ہے شمشیر آبدار نہیں
ارے! کہیں یہ علیؑ کی تو ذوالفقار نہیں

(۹۳)

پکارے بعض کہ ہم کو بھی ہے اسی کا شک
نہ ایسی کاٹ کسی میں ہے اور نہ ایسی لچک
ہماری نظروں سے گذری نہ ایسی تیغ اب تک
لو دیکھتے رہو جاتی ہے دم میں تا بہ فلک
خبر کسی کو نہیں قہرِ کردگار ہے یہ
ضرور حیدرِؑ صفدر کی ذوالفقار ہے یہ

(۹۴)

یہ نام آتے ہی اک تہلکہ ہوا برپا
حواس و ہوش نہ مطلق رہے کسی کے بجا
ہراس و یاس میں ایک اک کے منھ کو تکتا تھا
ہر اک کہتا تھا ہوتا ہے دیکھئے اب کیا
خدا بچائے عجب ہولناک منظر ہے
طبق زمیں کے نہ الٹیں ہمیں یہی ڈر ہے

(۹۵)

کہیں نہ کیوں اسے قہرِ خدائے لم یزلی
ملائکہ نے پڑھی جس کے ڈر سے نادِ علیؑ
وغا وہ کون سی ہے جس وغا میں یہ نہ چلی
کسے کسے نہ جلایا کہاں کہاں نہ چلی
جنوں کو مار کے بیر العلم کو پاٹ گئی
رواروی میں پرِ جبرئیلؑ کاٹ گئی

(۹۶)

بنا تھا تختۂ میدانِ حشر دشتِ قتال
پھریرے اڑتے تھے جیسے کہ نامۂ اعمال
ہوئی تھی ہر متنفس کو اپنی جان وبال
وفورِ خوف سے تھرّا رہے تھے دشت و جبال
قیامت آئی تھی ہر چیز کو تزلزل تھا
سمک سے تا بہ سما الرحیل کا غل تھا

www.emarsiya.com

(۹۷)

نہ تھے جہاں میں کسی کے حواس و ہوش بجا
کمالِ فکر میں تھے ساکنانِ ارض و سما
نظر میں معرکہ بیر العلم کا پھرتا تھا
یہ کہہ رہے تھے اب الٹا زمین کا طبقہ
بنی ہوئی تھی بنی جان کی یہ جانوں پر
کہ یا علیؑ کے سوا کچھ نہ تھا زبانوں پر

(۹۸)

چہار سو جو نمایاں تھا قہرِ یزدانی
بلند ہوتا تھا نیزوں فرات کا پانی
وہ تہلکہ تھا کہ ہر موج کو تھی حیرانی
ہر اک حباب کی کشتی بنی تھی طوفانی
خلاصِ امن تھی ہر چیز کو رواں ہو کر
اڑی تھی پانی کی چادر بھی دھجیاں ہو کر

(۹۹)

وفورِ خوف سے تھرا رہا تھا چرخِ بریں
چھپے تھے آڑ میں سدرہ کی جبرئیلِ امیں
بدل رہی تھی زمیں کروٹیں نہ تھی تسکیں
ہراس و یاس میں تھی مبتلا گاہِ زمیں
پڑا تھا تفرقہ ایسا نظامِ عالم میں
عیاں تھا صاف اب الٹا جہاں کوئی دم میں

(۱۰۰)

جلائے جاتی تھی اہلِ وفا کو تیغِ دو دم
ہر اک ڈوب رہا تھا لہو میں تا بہ قدم
کسی سے کوئی جو کہتا تھا ہو کفیل اس دم
جواب ملتا تھا اپنا بھی ہے یہی عالم
گھرے ہوئے تو سبھی قہرِ ذوالجلال میں ہیں
شریک کون ہو کس کا سب ایک حال میں ہیں

(۱۰۱)

بپا تھا شور ہر اک سمت امن تھا نایاب
وہ آ بنی تھی کہ طغیانِ بحر تھے بیتاب
جھپک نہ سکتی تھی خوف و خطر سے چشمِ حباب
سمٹ رہی تھی بصد انتشار چادرِ آب
قرار اور سکوں جب کہیں نہ پاتی تھی
تو اضطراب میں موجوں سے لپٹی جاتی تھی

(۱۰۲)

کسی کو مانتی کب تھی دمِ روانی تیغ
پہنچ رہی تھی رگِ خوں میں مثلِ پانی تیغ
ہوتی تھی خوں میں بھر بھر کے ارغوانی تیغ
وہی ہے دم وہی غم گو کہ ہے پرانی تیغ
اشارہ پاتے تو قلبِ زمیں میں در آئے
پھر آج شبیرِ جبرئیل کاٹ کر آئے

www.emarsiya.com

(۱۰۳)

ہیں آپ تیغ بکف آستیں چڑھائے ہوئے
دلوں شوق سے باگیں ہیں سب اٹھائے ہوئے
رواں ہیں فوج کی فوجیں شکست اٹھائے ہوئے
چلے ہی جاتے ہیں گھوڑے کو شہ لگائے ہوئے
وہ گر رہے ہیں پیادے جو تھکتے جاتے ہیں
سوار خوف سے پھر پھر کے تکتے جاتے ہیں

(۱۰۴)

اٹھا وہ شور اماں شہ نے روک لی تلوار
جو ڈر کے بھاگ رہے تھے پلٹ پڑے وہ سوار
ہر ایک سمت سے تیروں کی ہو گئی بوچھار
خوشی سے تان کے سینے کو روکنے لگے وار
خیالِ نقشِ امت میں تیر کھانے لگے
کھلے جو زخمِ بدن آپ مسکرانے لگے

(۱۰۵)

گھرے ہیں چار طرف سے امامؑ ہیں بے بس
بڑھا ہے ضعف کہ رکتی نہیں لگام فرس
یہ حال ہے مگر آتا نہیں کسی کو ترس
قریب آگیا ہے بے سنانِ ابنِ انس
تڑپ کے گھوڑے سے لو شاہِ مشرقین گرے
کچھ ایسا ظلم کیا خاک پر حسینؑ گرے

(۱۰۶)

زمیں پہ کروٹیں لیتے ہیں جاں کنی میں حضورؑ
بھرا ہے خون میں حضرت کا چہرۂ پرنور
تمام عضوِ بدن ہوگئے ہیں زخموں سے چور
لگا رہے تھے وہ پتھر کھڑے ہوئے ہیں جو دور
جگر کو نامِ علیؑ لے کے تھام لیتے ہیں
تڑپ کے امتِ جد کو دعائیں دیتے ہیں

(۱۰۷)

ادھر تو سجدۂ حق میں تھے شاہِ عرش مقام
یہ کہہ رہا تھا اُدھر ابنِ سعد بد انجام
سپاہ میں کوئی ایسا بھی ہے کرے جو یہ کام
کہ تن سے کاٹ لے جا کر سرِ امامِ انام
ہر ایک چین سے بیٹھے دلوں کو راحت ہو
یہ مرحلہ بھی جو سر ہو تو بس فراغت ہو

(۱۰۸)

یہ سن کے ہو گیا تیار شمر بد گوہر
کیا نہ خوفِ خدا باندھ لی جفا پہ کمر
نہوگا اس سے کوئی بڑھ کے ظالم و خودسر
شقی نے دستِ تعدی میں لے لیا خنجر
کہا کہ میں سرِ شبیرؑ کاٹنے لاتا ہوں
ابھی چراغِ امامت بجھا کے آتا ہوں

www.emarsiya.com

(۱۰۹)

قریب سیدِ پیمبرؐ گیا تو یہ دیکھا
امامِ غش میں ہیں جنبش میں ہیں لب گویا
شقی یہ سمجھا کہ کرتے ہیں بد دعا مولاؑ
سنا تو بخششِ امت کی کر رہے تھا دعا
جفاؤں پر تھیں جفائیں ستم شعاروں کی
مگر تھی یاد ہم ایسے گناہ گاروں کی

(۱۱۰)

یہ حال دیکھنے پر بھی ترس نہیں کھایا
کسی سے ہو نہ سکے گا جو کچھ ستم ڈھایا
لحد میں فاطمہؑ زہرا کے دل کو تڑپایا
قریب سرورِ عالی وہ بے ادب آیا
پڑے تھے دھوپ میں زخموں سے چور، چھاؤں کہاں
رسولؐ زادے کا سینہ کہاں وہ پاؤں کہاں

(۱۱۱)

یہ ڈر سے دیکھ کے چلائی بنتِ شیر اللہ
ارے یہ سینہ ہے قرآں سے بڑھ کے او گمراہ
گرے نہ برقِ غضب تجھ پہ چرخ سے ناگاہ
خیال کر تو سہی کون ہے یہ بیکس آہ
سوار صدر شہنشاہ خاص و عام پہ ہے
غضب خدا کا قدم سینۂ امامؑ پہ ہے

(۱۱۲)

جو آپ مرتا ہو اس پر یہ ظلم ہائے غضب
کہ اتنے بوجھ کی اس ناتواں میں جاں ہے کب
غریب و بیکس و مظلوم جا کنی میں ہے اب
اتر کہ بھائی کی صورت کو دیکھ لے زینبؑ
ارے نہ شمعِ امامت بجھا خدا کے لئے
ہٹا لے پاؤں کو سینے سے کبریا کے لئے

(۱۱۳)

رکھا ہو تو نے اگر حلق شاہؑ پر خنجر
نہ پھیرنا کہ یہ ہے بوسہ گاہِ پیغمبرؐ
سکینہؑ پاس کھڑی ہے اسے یتیم نہ کر
لہو میں بیکس و مظلوم کے تو ہاتھ نہ بھر
نحیف و زار کا کوئی بھی سر اتارتا ہے
جو آپ مرتا ہو اسکو بھی کوئی مارتا ہے

(۱۱۴)

نہ اترا اس پر بھی سینے سے شمر عربدہ جو
گلے پہ خنجر کیں پھیرنے لگا بدخو
امامِ بیکس و مظلوم کا بہا جو لہو
زبانِ خاک سے آئی صدائے فاعتبرو
سنا نہ زینبِ غمگیں کا کچھ کلام اس نے
خدا کے سجدے میں کاٹا سرِ امامؑ اس نے

www.emarsiya.com

(۱۱۵)

کسی بہن کو نہ بھائی کا غم دکھائے خدا
علی الخصوص بہن وہ جو بھائی پر ہو فدا
جو دیکھا حضرتِ زینبؑ نے بھائی پر یہ جفا
کلیجہ پھٹ گیا اور دل ہوا تہ و بالا
نہ ضبط کرسکی یہ حال دیکھ کر زینبؑ
پچھاڑ کھا کے گری فرشِ خاک پر زینبؑ

(۱۱۶)

جب آیا ہوش تو چلّا کے شمر سے یہ کہا
کہ تجھ کو پاسِ پیمبرؐ ہوا نہ خوفِ خدا
کوئی بھی کرتا ہے دنیا میں ایسے ظلم و جفا
خدا کے واسطے چادر سے ڈھانک دے لاشا
ترس کا رحم و مروّت کا کوئی کام تو کر
ارے امامؑ کی میّت کا احترام تو کر

(۱۱۷)

خطابِ شمرؑ سے کیا پھر یہ جوشِ رقّت میں
بہن کہ آنکھوں سے دیکھے تمہیں اس آفت میں
گھری ہوئی ہے یہ دکھیا عجب مصیبت میں
نہ ساتھ دے سکے بھیّا بہن کا غربت میں
کٹے وہ نخلِ تمنّا جو میں نے بوئے تھے
اسی کے واسطے دو لال اپنے کھوئے تھے

رباعی

دنیا میں یہ آئے تھے ہدایت کے لئے
اک نعمتِ عظمیٰ تھے شریعت کے لئے
تربت سے عیاں ہے شانِ نورالہٰی
حضرتؑ کی شہادت ہے شہادت کے لئے

رباعی

کیا کیا نہ جواہر تھے ترے سینے میں
ہونگے نہ ہوئے شاہوں کے گنجینہ میں
اس دارِ فنا سے جو اٹھا ہو کے شہید
ہے جلوہ نما بقا کے آئینہ میں

رباعی

ہر درد میں دکھ میں کام آجائیں گے
قوت ہوئی دل کو چین اب پائیں گے
مدفن میں مدد کرنے جب آئے حیدرؑ
میدانِ قیامت میں کیوں نہ آئیں گے